22اگست 1963

ازعدالت عظمیٰ
اسٹیٹ آف میسور
بنام
کے۔ مانچے گوڈا

(پی بی گجیندر گڈکر، کے سبّا راؤ، کے این وانچو، این راجگو پالا آیانگر اور جے آر مدھولکر، جسٹسز)

سرکاری ملازم–معقول موقع–پچھلی سزاؤں کی بنیاد پر برطرفی– چاہے دوسرے وجہ بتاؤنوٹس میں وضاحت کا موقع دیا جائے–"متوقع علم" اور" معقول موقع"–آئین ہند، آرٹیکل 311(2)–گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 دفعہ 240(3)۔

مدعاعلیہ ایڈیشنل ڈیولپمنٹ کمشنر، پلاننگ، بنگلور کے اسسٹنٹ کے عہدے پر فائز تھا۔اس کے خلاف محکمہ جاتی انکوائری کی گئی اور انکوائری آفیسر نے مدعاعلیہ کے عہدے کو کم کرنے کی سفارش کی۔انکوائری آفیسر کی رپورٹ پر غور کرنے کے بعد حکومت نے ایک نوٹس جاری کیا جس میں مدعاعلیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس کی وجہ بتائے کہ اسے ملازمت سے کیوں برخاست نہیں کیا جانا چاہیے۔مدعا علیہ کا جواب تھا کہ پورا مقدمہ اس پر مسلط کر دیا گیا تھا۔ان کی نمائندگی پر غور کرنے کے بعد حکومت نے انہیں ملازمت سے برخاست کرنے کا حکم جاری کیا۔اس کی برطرفی کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ مدعاعلیہ نے پہلے دو مواقع پر کچھ جرائم کا ارتکاب کیا تھا اور اسے اسی کی سزا دی گئی تھی۔تاہم، ان حقائق کو ملازمت سے برخاستگی کی مجوزہ سزا کی وجوہات کے طور پر نہیں دیا گیا تھا۔

مدعاعلیہ نے اپنی برطرفی کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی۔ہائی کورٹ نے برخاستگی کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا کہ جن دو حالات پر حکومت نے برخاستگی کی مجوزہ سزا کے لیے انحصار کیا تھا، انہیں مدعاعلیہ کے سامنے اس وجہ سے نہیں رکھا گیا کہ اس نے اسے جاری کیے گئے وجہ بتاؤ نوٹس میں اس کی وضاحت کی تھی۔اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا۔

اپیل کنندہ کے اعتراضات یہ تھے کہ حکومت سرکاری ملازم کو سزا دینے میں اس کے پچھلے ریکارڈ پر غور کرنے کی حقدار تھی اور دوسرے نوٹس میں مذکورہ حقیقت کو سرکاری ملازم کے نوٹس میں لانا اس پر واجب نہیں تھا۔مزید برآں، چونکہ اس معاملے میں سرکاری ملازم کو اپنی دو سابقہ سزاؤں کا علم تھا، اس لیے وہ دوسرے نوٹس میں ان کے انکشاف نہ کرنے سے کسی بھی طرح سے متعصّبانہ نہیں تھا۔اپیل کو مسترد کرتے ہوئے،

فیصلہ کیا گیا کہ حکومت پر یہ واجب ہے کہ وہ دوسرے مرحلے میں سرکاری ملازم کو مجوزہ سزا کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع فراہم کرے اور اگر مجوزہ سزا بھی اس کی پچھلی سزاؤں یا اس کے پچھلے خراب ریکارڈ پر مبنی تھی، تو اسے دوسرے نوٹس میں شامل کیا جائے

تا کہ وہ وضاحت دے سکے۔"تخیلاتی علم" یا "بے مقصد تفتیش" کا نظریہ "معقول موقع" کے اصول کی خلاف ورزی ہے۔

سکریٹری آف اسٹیٹ برائے ہندوستان، بمقابلہ آئی ایم لال، [1945] ایف سی آر 103، کھیم چند بمقابلہ یونین آف انڈیا، [1958] ایس سی آر 1080، گوپال راؤ بمقابلہ اسٹیٹ، آئی ایل آر [1954] ناگپور 90، شنکر شکلا بمقابلہ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پوسٹ آفس، لکھنؤ ڈویژن، اے آئی آر 1959 آل 624 اور اسٹیٹ آف آسام بمقابلہ بمل کمار پنڈت، [1964] 2 ایس سی آر کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1963: کی سول اپیل نمبر 387۔

1959 کی تحریری درخواست نمبر 916 میں میسور ہائی کورٹ کے 14 فروری 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ہندوستان کے اٹارنی جنرل سی کے ڈیفتری، پی ڈی مینن کی طرف سے آر گوپال کرشنن اور بی آر جی کے اچار۔

نونیت لال، مدعا علیہ کے لیے۔

22 اگست 1963۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سبّا راؤ۔ جے۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل بنگلور میں ہائی کورٹ آف میسور کے ڈویژن بنچ کے حکم کے خلاف پیش کی جاتی ہے جس میں حکومت کے 13 مارچ 1957 کے حکم کو کالعدم قرار دیا گیا تھا جس میں مدعا علیہ کو ملازمت سے برخاست کیا گیا تھا۔

سال 1957 میں مدعا علیہ ایڈیشنل ڈیولپمنٹ کمشنر، پلاننگ، بنگلور کے اسسٹنٹ کے عہدے پر فائز تھا۔ 25 جون 1957 کو میسور کی حکومت نے شری جی وی کے راؤ آئی اے ایس ایڈیشنل ڈیولپمنٹ کمشنر کو انکوائری آفیسر کے طور پر مقرر کیا تا کہ الاؤنس کے جھوٹے دعوے اور ان کی حمایت کے لیے واؤچرز کی من گھڑت سازی کے سلسلے میں ان کے خلاف محکمہ جاتی تحقیقات کی جا سکیں۔ معمول کا نوٹس دینے کے بعد، مذکورہ انکوائری افسر نے اس کے خلاف چار الزامات مرتب کیے۔ قانون کے مطابق ضروری تفتیش کرنے کے بعد مذکورہ انکوائری افسر نے اپنی رپورٹ حکومت کو اس سفارش کے ساتھ پیش کی کہ مدعا علیہ کو عہدے میں کم کیا جا سکتا ہے۔ انکوائری افسر کی دوبارہ رپورٹ پر غور کرنے کے بعد، حکومت نے اسے ایک نوٹس جاری کیا جس میں اس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس کی وجہ بتائے کہ اسے ملازمت سے کیوں برخاست نہیں کیا جانا چاہیے۔ مذکورہ شوکاز نوٹس کا متعلقہ حصہ مندرجہ ذیل ہے :

"انکوائری اتھارٹی نے سفارش کی ہے کہ آپ کو رینک میں کم کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ آپ کے خلاف ثابت ہونے والے الزامات انتہائی سنگین نوعیت کے ہیں اور ایسے ہیں جو آپ کو سرکاری ملازمت میں رہنے کے لیے نا اہل بناتے ہیں، اور حکومت کا خیال

ہے کہ عوامی خدمت کے مفاد میں مزید سخت سزا کا مطالبہ کیا گیا ہے، اس لیے آپ کو ملازمت سے برخاست کرنے کی تجویز ہے۔"

مدعا علیہ نے اس اثر کی نمائندگی کی کہ پورا مقدمہ اس پر مسلط کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ کی نمائندگی پر غور کرنے کے بعد حکومت نے 6 جنوری 1959 کو انہیں ملازمت سے برخاست کرنے کا حکم جاری کیا۔ جیسا کہ دلیل اس حکم کی شرائط پر تبدیل ہوتی ہے، اس کے مادی حصے کو پڑھنا آسان ہوگا :

" حکومت نے انکوائری کی رپورٹ، شری منچے گوڑا کی وضاحت اور میسور پبلک سروس وائس کمیشن کی طرف سے پیش کردہ رائے پر غور سے غور کیا ہے۔ شری منچے گوڑا کے اس بیان کو قبول کرنے کے لیے کوئی معقول بنیاد نہیں ہے کہ پورا معاملہ جان بوجھ کر ان پر مسلط کیا گیا ہے۔ ریکارڈ پر موجود ثبوت حتمی طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ بنائے گئے الزامات مکمل طور پر ثابت ہیں۔"

" جہاں تک سزا کی مقدار کا تعلق ہے، حکومت نے افسر کے پچھلے ریکارڈ کا جائزہ لیا ہے اور پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر محتاط غور کیا ہے۔ شری منچے گوڑا کو براہ راست گزٹیڈ افسر کے طور پر بھرتی کیا گیا تھا۔ انہیں پہلے دو بار سزا دی گئی تھی، گورنمنٹ آرڈر نمبر ایس ڈی 16 19 اے 12 53 17 تاریخ 1—4—1954 میں، ٹی اے کے جھوٹے دعوے کرنے اور فوڈ ڈپو کے کھاتوں اور لیجر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کے لیے اور پھر 13 مارچ 1957 کے گورنمنٹ آرڈر نمبر 40 ایم ایس سی 57 میں حکومت کو کچھ رقم جمع نہ کرنے کے لیے جو انہوں نے آفس اسٹاف سے اکٹھا کی تھی۔ پھر بھی وہ کوئی سبق سیکھنے میں ناکام رہا؛ وہ اسی طرح کے جرائم میں ملوث رہا تھا۔ یہ واضح ہے کہ وہ ناقابل اصلاح ہے اور اس کے طرز عمل میں کسی بہتری کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ان حالات میں تنخواہ میں کمی اور سرکاری ملازمت میں افسر کا برقرار رہنا، جیسا کہ پبلک سروس کمیشن نے سفارش کی ہے، کوئی علاج نہیں ہے۔ افسر کی حیثیت اور اس کے خلاف ثابت ہونے والے الزامات کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ وہ سرکاری ملازمت میں برقرار رہنے کے لیے نااہل ہے اور ہدایت کرتی ہے کہ اسے فوری طور پر ملازمت سے برخاست کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ حکم نامے سے معلوم ہوگا کہ انکوائری افسر کے ساتھ ساتھ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے تجویز کردہ سزا میں اضافے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پہلے بھی اسی طرح کے جرائم کا ارتکاب کیا تھا اور اسے ایک بار یکم اپریل 1954 کو اور پھر 13 مارچ 1957 کو سزا دی گئی تھی۔ دوسرے نوٹس میں ان حقائق کو ملازمت سے برخاستگی کی مجوزہ سزا کی وجوہات کے طور پر نہیں دیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نے مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی اور ہائی کورٹ نے برخاستگی کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا کہ مذکورہ دو حالات جن پر حکومت نے برخاستگی کی مجوزہ سزا دینے کے لیے انحصار کیا تھا، درخواست گزار کے سامنے شوکاز نوٹس میں نہیں رکھے گئے تھے، جو 4 فروری 1958 کو درخواست گزار کو جاری کیا گیا تھا۔ اعتراض شدہ حکم کو اس کے مطابق الگ کر دیا گیا تھا اور ریاستی حکومت کے لیے یہ کھلا چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ آئین کے آرٹیکل 311(2) کے تقاضوں کی تعمیل کے بعد اس معاملے کو نئے سرے سے نمٹائے۔

فاضل اٹارنی جنرل کا مؤقف ہے کہ حکومت کسی سرکاری ملازم کو سزا دینے میں اس کے پچھلے ری کارڈ پر غور کرنے کی حقدار ہے اور دوسرے نوٹس میں مذکورہ حقیقت کو سرکاری ملازم کے نوٹس میں لانا اس پر واجب نہیں ہے۔ متبادل طور پر، وہ استدلال کرتا ہے کہ آیا

سرکاری ملازم کو سماعت کا معقول موقع ملا ہے یا نہیں، ہر معاملے میں حقیقت کا سوال ہونے کے ناطے، اور فوری معاملے میں متعلقہ افسر کو اس کی دو سابقہ سزاؤں کا علم تھا جو بڑھتی ہوئی سزا کی بنیاد بنتی ہیں، وہ دوسرے نوٹس میں اس کے سامنے ان کے عدم انکشاف سے کسی بھی طرح متعصّبانہ نہیں تھا اور اس وجہ سے قدرتی انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کی گئی تھی۔

مدعاعلیہ کے وکیل نونیت لال کا کہنا ہے کہ کسی سرکاری ملازم کو اس کے اعمال یا غلطیوں کے لیے سزا نہیں دی جا سکتی جب تک کہ مذکورہ اعمال یا غلطیاں مخصوص الزامات کے تابع نہ ہوں اور قانون کے مطابق ان کی تفتیش نہ کی جائے اور یہ کہ، کسی بھی لحاظ سے، اگر حکومت سزا دینے میں کسی سرکاری ملازم کے پچھلے ریکارڈ کو بھی مدنظر رکھ سکتی ہے، تو اس سزا کی بنیاد بنانے والے حقائق کو کم از کم دوسرے نوٹس میں ظاہر کیا جانا چاہیے جس سے مذکورہ سرکاری ملازم کو اپنے سابقہ طرز عمل کی وضاحت کرنے کا موقع ملے۔

آئین کے آرٹیکل 311(2) کا مادی حصہ جو سرکاری ملازم کو دیے گئے آئینی تحفظ کی علامت ہے، اس طرح پڑھتا ہے :

" جیسا کہ مذکورہ بالا کسی بھی شخص کو اس وقت تک برخاست یا ہٹایا یا عہدے سے کم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے اس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع نہ دیا جائے۔"

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ 240(3) آئین کے آرٹیکل کی مذکورہ شق کے ساتھ متوازی تھی۔ اس حصے پر وفاقی عدالت نے سکریٹری آف اسٹیٹ برائے ہندوستان بمقابلہ آئی ایم لال (1) میں غور کیا۔ اس ذیلی دفعہ پر غور کرتے ہوئے، عدالت کی اکثریت کی طرف سے بات کرتے ہوئے، اسپینس سی جے نے مندرجہ ذیل تبصرے کیے جو یہیں موجودہ انکوائری سے متعلق ہوں :

" تاہم ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ذیلی سیکشن یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جب بھی کوئی اتھارٹی یقینی طور پر سول سروس کے کسی رکن کو برخاست کرنے یا رینک میں کم کرنے کی تجویز پیش کرے تو اسے اس طرح بتایا جائے اور اسے مجوزہ کارروائی کے خلاف اپنا مقدمہ دائر کرنے کا موقع دیا جائے اور چونکہ یہ موقع ایک معقول موقع ہونا چاہیے، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس سیکشن میں نہ صرف مجوزہ کارروائی کے نوٹیفکیشن کی ضرورت ہے بلکہ ان بنیادوں کی بھی جس پر اتھارٹی تجویز کر رہی ہے کہ کارروائی کی جانی چاہیے، اور اس کے بعد متعلقہ شخص کو مجوزہ کارروائی اور ان بنیادوں کے خلاف اپنی نمائندگی کرنے کے لیے معقول وقت دیا جانا چاہیے جن پر یہ تجویز کی گئی ہے۔ ہمارے فیصلے میں ہر معاملے کو اپنے حقائق کا رخ کرنا پڑے گا، لیکن ذیلی دفعہ کا اصل نقطہ ہمارے فیصلے میں یہ ہے کہ جس شخص کو برخاست کیا جانا ہے یا کم کیا جانا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سزا اس کی طرف سے کچھ اعمال یا غلطیوں کی سزا کے طور پر تجویز کی گئی ہے اور اسے ان بنیادوں کو بتانا چاہیے جن کی بنیاد پر اس طرح کی کارروائی کرنے کی تجویز کی گئی ہے اور اسے اس بات کی وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع دیا جانا چاہیے کہ ایسی سزا کیوں نہیں دی جانی چاہیے۔

یہ فیصلہ پریوی کونسل میں اپیل میں لیا گیا تھا، اور عدالتی کمیٹی نے، وفاقی عدالت کے فیصلے سے ابھی ابھی ہماری طرف سے نکالی گئی عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے، وفاقی عدالت کی اکثریت کے نقطہ نظر سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ کھیم چند بمقابلہ یونین آف انڈیا (1) میں اس عدالت نے ایک سرکاری ملازم کو یہ ظاہر کرنے کا معقول موقع دینے کی اہمیت پر بھی زور دیا کہ وہ اس کو دی جانے والی

مجوزہ سزا کا حقدار نہیں ہے۔ داس سی جے نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے مشاہدہ کیا :

" یہ ظاہر کرنے کے علاوہ کہ وہ کسی بد انتظامی کا مجرم نہیں رہا ہے تا کہ کسی سزا کے لائق ہو، یہ معقول ہے کہ اسے یہ دعوی کرنے کا موقع بھی ملنا چاہیے کہ اس کے خلاف ثابت ہونے والے الزامات میں ضروری نہیں کہ اس کے لیے تجویز کردہ مخصوص سزا کی ضرورت ہو۔ مثال کے طور پر، وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اگرچہ وہ کسی بد انتظامی کا مجرم رہا ہے لیکن یہ اس نوعیت کا نہیں ہے کہ اسے برخاست کرنے یا عہدے سے ہٹانے یا کم کرنے کی انتہائی سزا دی جائے اور اس کے معاملے میں اس سے کم سزاؤں میں سے کوئی بھی کافی ہونی چاہیے۔

کیس کے متعلقہ پہلو کو ناگپور ہائی کورٹ نے گوپال راؤ بمقابلہ ریاست (1) میں صاف طور پر سامنے لایا ہے۔ وہاں، جیسا کہ یہاں، ایک سرکاری ملازم کے پچھلے ریکارڈ کو مذکورہ حقیقت کو اس کے نوٹس میں لائے بغیر اور اسے اس کی وضاحت کرنے کا معقول موقع فراہم کیے بغیر سزا دینے میں مدنظر رکھا گیا تھا۔ سنہا سی جے نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے مشاہدہ کیا :

" عام طور پر سزا کا سوال الزام کی سنگینی سے جڑا ہوتا ہے، اور جو سزا دی جاتی ہے وہ جرم کے متناسب ہوتی ہے۔ جہاں الزام معمولی ہے اور پہلی نظر میں صرف ایک معمولی سزا کے لائق ہے، ایک سرکاری ملازم اس یقین میں اپنا دفاع کرنے کی پرواہ بھی نہیں کرسکتا ہے کہ صرف اس طرح کی سزا جو اس کے جرم کے مطابق ہو اس پر لگائی جائے گی۔ ایسی صورت میں، یہاں تک کہ اگر شوکاز نوٹس میں اس سے زیادہ سنگین سزا کی نشاندہی کی گئی ہے جو جرم کے نتیجے میں ہوتی ہے، تو اسے خود اندازہ لگانے کے لیے نہیں چھوڑا جاسکتا کہ مجوزہ کارروائی کی دیگر ممکنہ وجوہات کیا ہیں۔ لہذا، یہ کافی نہیں ہے کہ دیگر تحفظات جن پر زیادہ سزا کی تجویز کی گئی ہے وہ مجاز اتھارٹی کے ذہن میں موجود ہیں یا متعلقہ سرکاری ملازم کی خدمت کے ریکارڈ کی حمایت کرتے ہیں۔ ایسے معاملے میں جہاں یہ عوامل کسی مخصوص الزام کا حصہ نہیں تھے اور محکمہ جاتی انکوائری میں دوسری صورت میں شامل نہیں تھے، یہ ضروری ہے کہ انہیں سرکاری ملازم کو آگاہ کیا جائے تا کہ وہ مجوزہ کارروائی کے خلاف مناسب دفاع کر سکے۔"

الہ آباد ہائی کورٹ کے جے رندھیر سنگھ نے گرجا شنکر شکلا بمقابلہ پوسٹ آفس کے سینئر سپرنٹنڈنٹ، لکھنؤ ڈویژن، لکھنؤ (2) میں کیس کو اس طرح ممتاز کیا :

" تاہم موجودہ معاملے میں ان سزاؤں پر غور کیا گیا جو نہ صرف درخواست گزار کے علم میں ہیں بلکہ جو اس نے پہلے برداشت کی تھیں۔ یہ واضح طور پر قدرتی انصاف کے کسی بھی اصول کے خلاف نہیں ہے۔"

حوالہ جات کا ضرب ضروری نہیں ہے، کیونکہ مذکورہ بالا فیصلے متضاد نظریات کو سامنے لاتے ہیں۔

آئین کے آرٹیکل 311 (2) کے تحت، جیسا کہ اس عدالت نے تشریح کی ہے، ایک سرکاری ملازم کو نہ صرف یہ ثابت کرنے کا معقول موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کا مجرم نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ عائد کی جانے والی مجوزہ سزا یا تو طلب نہیں کی گئی ہے یا حد سے زیادہ ہے۔ مذکورہ موقع ایک معقول موقع ہونا چاہیے اور اس لیے یہ ضروری ہے کہ سرکاری

ملازم کو ان بنیادوں کے بارے میں بتایا جائے جن کی بنیاد پر اس طرح کی کارروائی کرنے کی تجویز کی گئی ہے ریاست آسام بمقابلہ بمل کمار پنڈت (1) میں اس عدالت کا فیصلہ دیکھیں۔ اگر نوٹس میں بنیاد نہیں دی گئی ہے، تو اس کے لیے یہ پیش گوئی کرنا تقریباً ناممکن ہوگا کہ متعلقہ اتھارٹی کے ذہن میں کسی خاص سزا کی تجویز کرنے میں کیا چل رہا ہے، وہ اس پوزیشن میں نہیں ہوگا کہ وہ یہ وضاحت کر سکے کہ وہ کسی سزا کا حقدار کیوں نہیں ہے یا یہ کہ تجویز کردہ سزا حد سے زیادہ ہے۔ اگر مجوزہ سزا بنیادی طور پر کسی سرکاری ملازم کے پچھلے ریکارڈ پر مبنی تھی اور اسے نوٹس میں ظاہر نہیں کیا گیا تھا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مجوزہ سزا کی بنیادی وجہ سرکاری ملازم کے علم سے پوشیدہ تھی۔ یہ کہنے کا کوئی جواب نہیں ہوگا کہ ہر سرکاری ملازم کو اس حقیقت کا علم ہونا چاہیے کہ اسے سزا دینے میں اس کے ماضی کے ریکارڈ کو حکومت لازمی طور پر مدنظر رکھے گی اور نہ ہی یہ کہنا مناسب جواب ہوگا کہ وہ حقیقت کے طور پر جانتا تھا کہ اس پر پہلے کی سزائیں عائد کی گئی تھیں یا وہ اس کے ماضی کے ریکارڈ سے واقف تھا۔ یہ دلیل اصل نکتے سے محروم ہے، یعنی یہ کہ سرکاری ملازم جس چیز کا حقدار ہے وہ کچھ حقائق کا علم نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ حکومت اسے سزا دینے میں ان حقائق پر غور کرے گی۔ اس کے لیے یہ جاننا ممکن نہیں ہے کہ اس کے ماضی کے ریکارڈ کا کون سا دور یا کسی خاص دور میں اس کے کون سے اعمال یا خامیوں پر غور کیا جائے گا۔ اگر اس حقیقت کو ان کے نوٹس میں لایا جائے تو وہ وضاحت کر سکتے ہیں کہ انہیں اپنے اعلیٰ افسران کے ریمارکس کا کوئی علم نہیں تھا، کہ ان کے پاس مبینہ ریمارکس کے لیے پیش کرنے کے لیے کافی وضاحت تھی یا یہ کہ ریمارکس کے بعد ان کا طرز عمل مثالی تھا یا کم از کم اعلیٰ افسران کی طرف سے منظور شدہ تھا۔ یہاں تک کہ اگر متعلقہ اتھارٹی نے صرف ان حقائق کو مدنظر رکھا جن کے لیے اسے سزا دی گئی تھی، تو اس کے لیے یہ کھلا ہوگا کہ وہ مذکورہ اتھارٹی کے سامنے بہت سے تخفیف کن حالات یا کوئی اور وضاحت پیش کرے کہ اسے یہ سزائیں کیوں دی گئیں یا اس کے بعد اس نے موجودہ انکوائری کے وقت تک متعلقہ حکام کے اطمینان کے لیے سزا دی تھی۔ اس کے پاس اور بھی بہت سی وضاحتیں ہو سکتی ہیں۔ بات یہ نہیں ہے کہ آیا اس کی وضاحت قابل قبول ہوگی، بلکہ یہ ہے کہ آیا اسے اپنی وضاحت دینے کا موقع دیا گیا ہے۔ ہم "تخیلاتی علم" یا "بے مقصد تفتیش" کے نظریے کو قبول نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کی قبولیت "معقول موقع" کے اصول کی خلاف ورزی ہوگی، اس لیے ہم یہ مانتے ہیں کہ سرکاری ملازم کو دوسرے مرحلے میں مجوزہ سزا کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع دینا اختیار پر واجب ہے اور اگر مجوزہ سزا بھی اس کی پچھلی سزاؤں یا اس کے پچھلے خراب ریکارڈ پر مبنی ہے، تو اسے دوسرے نوٹس میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ وہ وضاحت دے سکے۔

بند کرنے سے پہلے ایک بات واضح کرنا ضروری ہوگا۔ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ کسی سرکاری ملازم کے ماضی کے ریکارڈ کو، اگر سزا دینے کے لیے اس پر بھروسہ کیا جانا چاہیے، تو انکوائری کے پہلے مرحلے میں ہی ایک مخصوص الزام بنایا جانا چاہیے اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا ہے، تو انکوائری بند ہونے کے بعد اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اور رپورٹ سزا دینے کے حقدار اتھارٹی کو پیش کی جاتی ہے۔ سرکاری ملازم کے خلاف تفتیش ایک مسلسل عمل ہے، حالانکہ سہولت کے لیے یہ دو مراحل میں کیا جاتا ہے۔ انکوائری آفیسر کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ صرف سفارش کی نوعیت کی ہوتی ہے اور حتمی اتھارٹی جو اس کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور سزا عائد کرتی ہے وہ اسے نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ کسی خاص شخص کو معقول موقع ملتا ہے یا نہیں اس کا انحصار، کسی حد تک، تفتیش کے موضوع کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ لیکن اس معاملے میں یہ فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا اس طرح کے پچھلے ریکارڈ کو انکوائری کے پہلے مرحلے میں چارج کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن، قانون میں کوئی بھی چیز سزا دینے والے اتھارٹی کو انکوائری کے دوسرے مرحلے کے دوران اس حقیقت کو مدنظر رکھنے سے نہیں روکتی ہے، کیونکہ بنیادی طور پر اس کا تعلق جرم کے بجائے سزا کے دائرہ کار سے زیادہ ہے۔ لیکن جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری ملازم کو اس حقیقت کو جاننے اور اس پر پورا اترنے کا معقول موقع دیا جائے۔

موجودہ معاملے میں دوسرے شوکاز نوٹس میں یہ ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ حکومت نے اسے ملازمت سے برخاست کرنے کی تجویز میں اس کی پچھلی سزاؤں پر غور کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس کے برعکس، مذکورہ نوٹس نے اسے غلط خوشبودی، کیونکہ اس میں اسے بتایا گیا تھا کہ اسے ملازمت سے برخاست کرنے کی تجویز دی گئی تھی کیونکہ اس کے خلاف ثابت ہونے والے الزامات سنگین تھے۔ لیکن، برخاستگی کے حکم کے پیراگراف 3 اور 4 کے موازنہ سے پتہ چلتا ہے کہ لیکن سرکاری ملازم کے پچھلے ریکارڈ کے لیے، حکومت نے اس پر برخاستگی کا جرمانہ عائد نہیں کیا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ انکوائری آفیسر اور پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کو قبول کر لیا ہو۔ اس لیے یہ حکم اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شوکاز نوٹس میں واحد وجہ نہیں دی گئی جس نے حکومت کو مدعاعلیہ کو ملازمت سے برخاست کرنے پر متاثر کیا۔ یہ نوٹس واضح طور پر آئین کے آرٹیکل 311(2) کی دفعات کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی عدالتوں نے تشریح کی ہے۔

یہ حکم حکومت کو نئے سرے سے اور قانون کے مطابق تحقیقات کے دوسرے مرحلے کے انعقاد سے نہیں روکے گا۔

نتیجے میں اپیل کو اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document